استقامت

کامیابی کا راز ہے

19-December-2019

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والا

سنتوں بھرا بیان

(For Islamic Sisters)

ہر مُبلِّغہ بیان کرنے سے پہلے کم از کم تین بار پڑھ لے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

درود شریف کی فضیلت

حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ رحمت نشان ہے: **تم اپنی مَجلسوں کو مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو، کیونکہ تمہارا مجھ پر دُرُود پڑھنا بروزِ قیامت تمہارے لئے نُور ہو گا۔**

(جامع صغیر، ص ۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! حُصُولِ ثَواب کی خاطِر بَیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کر لیتی ہیں۔ فَرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ "**نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مُسلمان کی نِیَّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲)

مسئلہ: نیک اور جائز کام میں جِتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں

موقع کی مناسبت اور نوعیت کے اعتبار سے نیتوں میں کمی، بیشی و تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

نگاہیں نیچی کئے خُوب کان لگا کر بَیان سُنوں گی۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تَعْظِیم کی خاطِر جہاں تک ہو سکا

دو زانو بیٹھوں گی۔ ضَرورتاً سِمَٹ سَرَک کر دوسری اسلامی بہنوں کے لئے جگہ کُشادہ کروں گی۔ دھکّا وغیرہ لگا تو صبر کروں گی، گُھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گی۔ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب، اُذْکُرُوا اللّٰہ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والی کی دل جُوئی کے لئے پست آواز سے جواب دوں گی۔ اجتماع کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گی۔ دورانِ بیان موبائل کے غیر ضروری استعمال سے بچوں گی، نہ بیان ریکارڈ کروں گی نہ ہی اور کسی قسم کی آواز کہ اِس کی اجازت نہیں، جو کچھ سنوں گی، اسے سن اور سمجھ کر اس پہ عمل کرنے اور اسے بعد میں دوسروں تک پہنچا کر نیکی کی دعوت عام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　　صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! کامیابی ایسی منزل ہے جس کی خواہش ہر اسلامی بہن کے دل میں ہوتی ہے، دُنیاوی مُعاملات ہو یا آخرت کے مُعاملات، اَلغرض! ہر ایک زندگی کے ہر موڑ پر کامیاب ہونا چاہتی ہے اور یہ سوچتی ہے کہ کامیابی اس کے قدم چومے، کبھی بھی ناکامی اس کا مقدر نہ بنے۔ یاد رکھئے! کسی بھی مقصد میں کامیابی کے لئے اِستقامت حاصل کرنا ضروری ہے، آج کے بیان میں ہم اِستقامت کیا ہے؟ کامیابی کے لئے اِستقامت کیوں ضروری ہے؟ اِستقامت حاصل کرنے کے فوائد، قُرآنِ کریم اور احادیثِ طیّبہ میں اِستقامت حاصل کرنے کے طریقے، اللہ والوں کی اِستقامت کے واقعات اور اِستقامت کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کے متعلق سُنیں گی، اللہ پاک ہمیں سارا بیان اچھی اچھی نیّتوں اور مکمل توجّہ کے ساتھ سننا نصیب فرمائے۔ آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

آیئے! سب سے پہلے ایک واقعہ سنتی ہیں، چنانچہ

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروروں

صحابیٔ رسول، حضرت عبدُ اللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو غیر مسلم رومیوں نے قید کرکے اپنے بادشاہ کے سامنے پیش کیا تو بادشاہ نے آپ سے کہا: تم اپنے دین سے پھر جاؤ، میں تمہیں اپنی بادشاہت میں شریک کرلوں گا، اپنی بیٹی کا نکاح تمہارے ساتھ کردوں گا، تو حضرتِ عبداللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے جواب دیا: اگر تم اپنی ساری بادشاہت بھی مجھے دے دو، پھر بھی میں آنکھ جھپکنے کے برابر اپنے دین سے نہیں پھروں گا، تو اس غیر مسلم بادشاہ نے کہا: پھر تجھے قتل کردوں گا، حضرت عبداللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے جواب دیا: یہ تجھے اختیار ہے، تو بادشاہ کے حکم سے اس کے تیر اندازوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے ہاتھ، پاؤں اور جسم پر تیر برسانا شروع کردیے اور باربار کہتے اب بھی اپنے دین کو چھوڑ دو، مگر صَبْر و اِستقلال کے پیکر، حضرت عبدُ اللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے کہ ہرگز نہیں۔ آخر بادشاہ نے حکم دیا: اسے سولی سے اتار لو اور پیتل کی بنی ہوئی دیگ میں تیل ڈال کر آگ پر رکھا جائے، جب دیگ میں تیل گرم ہوگیا تو بادشاہ نے ایک مسلمان قیدی کے بارے میں حکم دیا کہ اسے گرم تیل میں ڈال دو۔ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے سامنے اس مسلمان قیدی کو تیل میں ڈال دیا گیا جس سے گوشت جل گیا اور ہڈیاں تیل میں چمکنے لگیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے پھر حضرت عبداللہ بن حُذَافہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے کہا: اب ہمارا مذہب قبول کرلو، ورنہ اِسی آگ کی دیگ میں تمہیں بھی ڈال کر جلا دیا جائے گا، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے پھر اپنے ایمانی جوش سے کام لے کر فرمایا: میں اپنے دین کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ بادشاہ نے حکم دیا: انہیں اس میں ڈال دو، چنانچہ

جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو آگ کی دیگ میں ڈالنے کے لیے اٹھایا گیا، تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے، بادشاہ نے یہ دیکھ کر کہا انہیں میرے پاس لاؤ۔ شاید آگ کو دیکھ کر اب اس

کے خیالات پلٹ جائیں اور میری بات مان لے، لیکن بادشاہ کی یہ تمنا اور سوچ بے فائدہ نکلی۔ کیونکہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: میں آگ کے ڈر سے نہیں رو رہا، بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ آہ! آج ایک ہی جان ہے، جسے راہِ خُدا میں قُربان کر رہا ہوں، کاش کہ میرے جسم کے ہر ہر حصّے میں ایک ایک جان ہوتی اور وہ سب جانیں میں راہِ خُدا میں ایک ایک کر کے قُربان کر دیتا۔

(تفسیر ابن کثیر، پ ۱۴، النحل، تحت الآیۃ: ۱۰۶، ۴/ ۵۲۱)

ترے نام پر سر کو قربان کر کے ترے سر سے صدقہ اتارا کروں میں
یہ اِک جان کیا ہے اگر ہوں کروروں ترے نام پر سب کو وارا کروں میں

(سامانِ بخشش، ص ۱۵۲)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ حضرت عبدُ اللہ بن حُذافہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے ایمان پر اِستقامت کا کیسا زبردست مظاہرہ کیا، ذرا سوچئے! جب جسم پر تیر برسائے جا رہے ہوں، ہاتھ، پاؤں اور جسم کو زخموں سے چور چور کیا جا رہا ہو، نگاہوں کے سامنے آگ پر تپتے ہوئے تیل میں کسی کو ڈالا جا رہا ہو تو دنیا کا بڑے سے بڑا طاقتور انسان بھی ثابت قدم نہیں رہ سکتا، مگر قُربان جائیے! حضرت عبدُ اللہ بن حُذافہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اِستقامت پر کہ جس میں ذرا بھر بھی کوئی کمی نہیں آئی، نہ ان غیر مسلموں کی دھمکیاں ڈرا سکیں، نہ ہی قید و بند کی تکلیفیں ایمان سے ہٹا سکیں۔ حق و صَداقت کا پیکر مصیبتوں کی کالی کالی گھٹاؤں سے بالکل نہ گھبرایا، خُدا و مصطفٰے سے سچی محبت کرنے والا دنیا کی آفتوں کو بالکل خاطر میں نہ لایا۔ بلکہ اس راہ میں پہنچنے والی ہر مصیبت کا خوش دلی کے ساتھ خیر مقدم کیا، دنیا کے مال اور حُسن و جمال کا لالچ بھی آپ کی استقامت میں کوئی کمی نہ لا سکا، حتی کہ آپ نے اسلام کی خاطر دنیاوی راحتوں پر ٹھوکر ماری اور بادشاہ کو عشق و محبّت سے بھرا ایسا خوبصورت جواب دیا کہ **"یہ تو ایک جان ہے اگر میرے جسم**

کے ہر ہر حصے میں ایک ایک جان ہوتی تو بھی اس کو راہِ خدا میں قربان کر دیتا" جسے سُن کر بادشاہ بھی حیران و پریشان رہ گیا۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آپ نے سنا کہ ان اللہ والوں کو دین و ایمان پر کیسی استقامت حاصل تھی ،لہذا ہمیں بھی اُن کاموں میں استقامت حاصل کرنی چاہیے، جن میں اللہ پاک اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی رِضا ہو، ☆ہمیں استقامت ان کاموں میں حاصل کرنی چاہیے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہو، ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے، جن میں دینِ اسلام کی سربلندی ہو، ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہئے کہ جس میں دُنیا میں آنے کا مقصد حاصل ہو سکے، ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے، جن میں مُلک و مِلَّت کا فائدہ ہو، ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے جو سنّتوں کے پھیلانے کا سبب بنیں۔ ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے جو نیکیوں کی طرف لے جانے والے ہوں، ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے جو مسلمانوں کو گناہوں سے بچانے کا سبب بنیں، ☆ہمیں استقامت اُن کاموں میں حاصل کرنی چاہیے جو ہمارے ایمان کو مضبوط کریں، کیونکہ

یہی استقامت حقیقت میں کامیابی کا راز ہے، یہی استقامت خوف اور غم دونوں سے رہائی کا وسیلہ ہے، یہی استقامت جنت میں لے جانے کا سبب ہے، یہی استقامت ایمان کی بنیاد ہے، یہی استقامت ایسی دولت ہے جس کی برکت سے دنیا میں عزت و شرف اور آخرت میں کامیابی نصیب ہوتی ہے، یہی اِستقامت جنت میں داخلے کا وسیلہ بنتی ہے۔ چنانچہ

اللہ کریم پارہ 24 سورہ حم اَلسَّجدَہ کی آیت نمبر 30 میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا

تَتَنَزَّلُ عَلَیۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِیۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ (پ ۲۴، حم السجدۃ: ۳۰) ربّ اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اُس جنّت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

تفسیرِ صراطُ الجنان میں ہے: بے شک وہ لوگ جنہوں نے اللہ پاک کے ربّ ہونے اور اُس کی وحدانیَّت کا قرار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا ربّ صرف اللہ پاک ہے، پھر وہ اس اقرار اوراس کے تقاضوں پر ثابت قدم رہے ان پر اللہ پاک کی طرف سے فرشتے اترتے ہیں اور انہیں یہ بشارت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ تم آخرت میں پیش آنے والے حالات سے نہ ڈرو اور اہل وعیال وغیرہ میں سے جو کچھ پیچھے چھوڑ آئے اُس کا غم نہ کرو اور اُس جنّت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے دنیا میں اللہ پاک کے رسولوں کی مقدّس زبان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ (تفسیر صراط الجنان، پ ۲۴، حم السجدہ، تحت الآیۃ: ۳۰، ۸/ ۶۳۱)

اِستقامت دِین پر مجھ کو عطا فرمایئے
یَارَسولَ اللہ برائے آلِ یاسر یانبی!
(وسائلِ بخشش مُرَمَّم، ص ۳۷۸)

صَلُّوۡا عَلَی الۡحَبِیۡب! **صَلَّی اللهُ عَلٰی مُحَمَّد**

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ آیتِ کریمہ سے اِستقامت کی فضیلت و اہمیت معلوم ہوئی، کیونکہ صاحبِ استقامت ایمان والوں پر ربِّ کریم کے فرشتے نازل ہوتے ہیں، صاحبِ استقامت اسلامی بہن ہی ترقی کرتی ہے۔ صاحبِ استقامت اسلامی بہن کبھی ناکام نہیں ہوتی۔ صاحبِ استقامت اسلامی بہن اپنی محبوب اشیاء کی قربانی دینے میں بھی پیچھے نہیں رہتی، صاحبِ استقامت اسلامی بہن حالات دیکھ کر لڑکھڑاتی نہیں، صاحبِ استقامت اسلامی بہن تکالیف کے طوفانوں میں ڈگمگاتی نہیں

ہے۔لہٰذا ہمیں چاہئے کہ راہِ حق کو اپنانے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی کوشش کریں، کیونکہ یہی دونوں جہاں میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ آیئے! استقامت کا ذہن پانے کے لئے اس کی فضیلت پر دو(2) فرامینِ مصطفٰے سنتی ہیں: چنانچہ

استقامت کے فضائل

ارشاد فرمایا: تمہارے بعد صبر کا زمانہ آئے گا جو شخص اس زمانے میں دین سے مضبوطی کے ساتھ چمٹ جائے گا اس کو تم میں سے پچاس شہیدوں کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔

(کنزالعمال، کتاب الفتن والاھواء، باب الفتن والھرج، جز ٦، ١١/٥٣، حدیث: ٣٠٨٤٨)

حضرت سفیان بن عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے: میں نے نبیٔ رحمت، شفیعِ امّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: مجھے اسلام کی کوئی ایسی جامع بات بتادیجئے کہ پھر مجھے کسی اور سے اس کے بارے میں سوال کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ تو نبی اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ** یعنی کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہو۔

(مسلم، کتاب الایمان، باب جامع أوصاف الاسلام، ص ٤٦، حدیث: ١٥٩)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کردہ دوسری حدیثِ مبارکہ میں بظاہر دو الفاظ ہیں: "ایمان" اور "استقامت" مگر اصل میں یہ ایک ہی حقیقت کی دو مختلف تعبیریں ہیں۔ کیونکہ ایمان دعویٰ ہے تو استقامت اس پر دلیل ہے۔ ایمان ربِّ کریم کی وحدانیت کا اقرار ہے تو استقامت اس کا مظہر ہے۔ ایمان ربِّ کریم کی بندگی کا نام ہے تو اِستقامت اس کی حقیقی تعبیر ہے۔ ایمان مومن مرد و عورت کی شان ہے تو استقامت اس کا وقار ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہر نیک کام میں استقامت حاصل

کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ آیئے! استقامت کی تعریف سنتے ہیں: چنانچہ

استقامت کی تعریف

علامہ شریف جُرجانی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: گناہوں سے بچتے ہوئے نیک اعمال کی پابندی کرنا استقامت کہلاتا ہے۔ (التعریفات للجرجانی، باب الالف، تحت اللفظ: الاستقامة، ص ۲۰)

استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! یقیناً استقامت کی تعریف اور اس کی اہمیت کو سن کر ہمارے دل میں بھی استقامت حاصل کرنے کی تمنا پیدا ہوئی ہوگی، کیونکہ استقامت ایک ایسا درجہ ہے جس کے ذریعے مقصد میں کامیابی نصیب ہوتی ہے، جس کام میں استقامت نہیں ہوتی وہ کام کبھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا، استقامت نیکیوں کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ ہے، جو اسلامی بہن اپنے کام میں استقامت اختیار نہیں کرتی اس کی کوشش ضائع ہو جاتی ہے اور اس کی محنت کا وہ پھل نہیں ملتا جس کی اسے تمنا وخواہش ہوتی ہے۔ جو اسلامی بہن استقامت سے محروم ہوتی ہے وہ کبھی بھی اپنے موجودہ مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ مشہور مقولہ ہے:

اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ یعنی استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔

حضرت اَبُو علی جوزجانی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اِستقامت اختیار کرو، کرامت کے طلب گار نہ بنو، کیونکہ تمہارا نفس کرامت کی طلب میں ہے جبکہ تمہارا ربّ تم سے استقامت کا مطالبہ فرماتا ہے۔

(رسالۂ قشیریہ، باب الاستقامة، ص ۲۴۰)

استقامت حاصل کرنے کے طریقے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! کئی اسلامی بہنیں یہ شکوہ کرتی نظر آتی ہیں کہ ہم عمل تو شروع کرلیتی ہیں لیکن اس میں استقامت حاصل نہیں کرپاتیں، مثلاً کوئی اسلامی بہن نمازوں کی پابندی پر استقامت حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن چند دن کے بعد سستی ہو جاتی ہے۔ کوئی اسلامی بہن تلاوتِ قرآن پر استقامت حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن کچھ دن کے بعد پابندی نصیب نہیں ہوتی۔ آیئے! ان امور پر استقامت حاصل کرنے کے طریقے سنتی ہیں۔

(1) سچی نیّت

یادرکھئے! کسی بھی نیک عمل پر استقامت پانے کے لیے سب سے پہلے استقامت کی سچی نیت یعنی دل میں استقامت حاصل کرنے کا پختہ ارادہ ہونا بہت ضروری ہے جب تک پختہ ارادہ نہیں ہوگا اس وقت تک اِستقامت کا حصول بہت مشکل ہے اور جب نیّت مضبوط ہوجاتی ہے تو پھر استقامت حاصل ہوجاتی ہے۔

(2) بارگاہِ الٰہی میں دعا

کسی بھی نیک عمل کو شروع کرنے سے پہلے ربِّ کریم کی بارگاہ میں اس پر استقامت کی دعامانگئے کہ دُعا دُنیاو آخرت کی ڈھیروں بھلائیاں حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، دعا ربِّ کریم کے قُرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، دعا ربّ کریم کی بارگاہ سے مُرادیں پانے کا سبب ہے، دعا بخشش و مغفرت کا پروانہ حاصل کرنے کا بہترین وظیفہ ہے۔ دعا مَصائِب و مُشکِلات کے حل کا نہایت آسان ذریعہ ہے، دُعامانگنا ربِّ کریم کے پیارے بندوں کا طریقہ ہے، دعا ایک بہترین عبادت ہے، دُعامانگنا پیارے آقا ، مدینے والے

مُصْطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت ہے اور دُعا گنہگار بندوں کے حق میں بہت بڑی نعمت و سعادت بھی ہے، دعا کسی عمل میں کامیابی پانے کا ذریعہ ہے، دعا مؤمن کا ہتھیار ہے اور جنگ بغیر ہتھیار کے لڑنا سمجھداری کا کام نہیں اور جنگ بھی وہ جو شیطان جیسے خطرناک دشمن کے خلاف ہو۔ لٰہذا کسی بھی نیک عمل پر استقامت حاصل کرنے کے لئے دعا کی عادت بنانی چاہئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

(3)میانہ روی اختیار کریں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم استقامت حاصل کرنے کے طریقے سن رہیں تھیں، کسی بھی مقصد میں استقامت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جس عمل کو شروع کریں اس میں ابتداءً جلدی نہ کریں بلکہ اس میں میانہ روی اختیار کریں ، پھر آہستہ آہستہ اس میں اضافہ کرتی جائیں، کیونکہ جلدباز انسان بہت جلد ہی ہمت ہار جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کام میں استقامت حاصل نہیں ہوتی ہے، لہذا اگر آپ استقامت حاصل کرنا چاہتی ہیں تو اس کام میں میانہ روی اختیار کریں، مثلاً کوئی اسلامی بہن روزانہ تلاوتِ قرآن کرنے پر استقامت حاصل کرنا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ ابتداءً ایک ، دو رکوع کی تلاوت کی عادت بنائے پھر اسی پر عمل کرتی رہے، جب دیکھے کہ اب یہ میرا معمول بن چکا ہے تو مزید ایک رکوع کا اضافہ کردے اور روزانہ کچھ نہ کچھ بڑھاتی جائے تو اس طرح استقامت پانے میں کامیابی حاصل ہو جائے گی اور تلاوت قرآن کریم کی عادت بن جائے گی۔

دے شوقِ تلاوت دے ذَوقِ عبادت رہوں باوُضو سدا یاالٰہی

(وسائلِ بخشش مُرمَّم، ص۱۰۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

(4) بزرگوں کی سیرت پر عمل کریں

پیاری پیاری اسلامی بہنو! نیک اعمال پر استقامت حاصل کرنے کے طریقوں میں سے ایک طریقہ بزرگانِ دین کی سیرت کا مطالعہ کرنا اور ان اللہ والوں کی سیرت پر عمل کرنا بھی ہے، کیونکہ دینِ اسلام اپنے ماننے والوں کو استقامت کا عملی نمونہ اور زندگی کے ہر معاملے میں اپنے ربِّ کریم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے، یہی وجہ تھی کہ صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرنے کے باوجود بھی ایمان پر ثابت قدم رہے، ان مقدّس ہستیوں کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں، کبھی جسم پر کوڑے مارے جاتے تو کبھی کئی کئی دن تک بھوکا رکھا جاتا، کبھی تپتے ہوئے صحرا میں لٹا کر جسم پر بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے تو کبھی پاؤں میں زنجیریں ڈال دی جاتی تھیں، کبھی گلے میں رسی ڈال کر کھینچا جاتا تو کبھی پاؤں سے ٹھوکریں ماری جاتیں، کبھی سولی پر چڑھایا جاتا تو کبھی آگ پر تپتے ہوئے تیل میں ڈال دیا جاتا، مگر پھر بھی یہ اللہ والے ایمان اور محبّتِ رسول میں ثابت قدم رہے۔ آیئے! ان کی ایمان پر استقامت کا ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

سفید زخموں کے نشان

ایک مرتبہ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْن حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی نظر حضرتِ خَبّاب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی پیٹھ پر گئی، آپ نے دیکھا کہ ساری پیٹھ پر سفید سفید زخموں کے نشان ہیں۔ تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے پوچھا: اے خباب! یہ تمہاری پیٹھ میں زخموں کے نشان کیسے ہیں؟ تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے جواب دیا: اے اَمِیْرُ الْمُومِنِین آپ کو ان زخموں کی کیا خبر؟ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ننگی تلوار لیکر حضور رحمۃ للعالمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو شہید کرنے کے لئے دوڑتے پھرتے تھے۔ اس وقت ہم نے محبّتِ رسول کا چراغ اپنے دل

میں جلایا اور مسلمان ہوئے۔ اس وقت غیر مسلموں نے مجھ کو آگ کے جلتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا، میری پیٹھ سے اتنی چربی پگھلی کہ کوئلے بجھ گئے اور میں گھنٹوں بے ہوش رہا، مگر ربِّ کریم کی قسم !جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے زبان سے کلمہ "**لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ**" نکلا۔ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْن حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: اے خباب! قمیص اٹھاؤ! میں تمہاری اس پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ یہ پیٹھ کتنی مبارک و مقدّس ہے جو محبّتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بدولت آگ میں جلائی گئی ہے۔ (الطبقات لابن سعد، رقم ۴۳، خباب بن الارت، ۳/۱۲۳ ماخوذا)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ذرا سوچئے! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اسلام کی سَربُلندی کیلئے کیسی کیسی قربانیاں دیں، طرح طرح کی اذیتوں کو برداشت کیا، مگر پھر بھی ان کے صبر و استقامت میں کوئی کمی نہیں آئی، یہی وجہ ہے کہ صَدیاں گُزرنے کے بعد بھی ان کی عظیم قُربانیوں اور ایمان پر ثابت قدمی کے چرچے ہر طرف گُونج رہے ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت موجیں مار رہی ہے، لوگ اپنے بچوں کے نام ان کے ناموں کی نسبت سے رکھتے نظر آتے ہیں، لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ ہم صرف باتیں بنانے، فارغ بیٹھے رہنے، فُضولیات میں وقت گنوانے اور حیلے بہانے تراشنے کے بجائے عملی طور پر ان اللہ والوں کے نقشِ قدم پر چلیں، ربِّ کریم کی ذات پر بھروسا کر کے اپنے اندر دِین کی خاطر قُربانیاں دینے اور اس راہ میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کر کے استقامت کی پیکر بنیں۔

مگر افسوس صد افسوس! فی زمانہ اگر ہم غور کریں تو ہمیں گناہوں پر اِستقامت حاصل ہے، ☆غیبت و چغلی کرنے پر استقامت حاصل ہے، ☆دوسری اسلامی بہنوں کی دل آزاری کرنے پر استقامت حاصل ہے، ☆ دوسری اسلامی بہنوں کے بارے میں بد گمانی کرنے پر استقامت حاصل ہے، ☆ گانے باجے، فلمیں ڈرامے دیکھنے پر استقامت حاصل ہے، ☆ گالیاں دینے اور لڑائی جھگڑے

کرنے پر استقامت حاصل ہے، ☆فرائض وواجبات کو چھوڑنے پر استقامت حاصل ہے، ☆گھنٹوں گھنٹوں فضول گفتگو کرنے، ڈائجسٹ اور ناول پڑھنے پر تو استقامت حاصل ہے، ☆انگلش سیکھنے اور بولنے پر تو استقامت حاصل ہے، مگر نیک اعمال کرنے پر استقامت حاصل نہیں، ☆نمازوں کی پابندی پر استقامت حاصل نہیں، ☆نیکی کی دعوت دینے پر استقامت حاصل نہیں، ☆تلاوتِ قرآن کرنے پر اِستقامت حاصل نہیں۔

یادرکھئے! تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے نیک اعمال پر استقامت حاصل کرنے کوشش کی تو اللہ پاک نے انہیں ایسا مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ کسی کو صحابی ہونے کا مقام و مرتبہ نصیب ہوا تو کسی کو تابعین میں سب سے افضل ہونے کا مقام مِلا۔ کسی کو تمام اولیا کی سرداری نصیب ہوئی تو کسی کو اپنے وقت کا مجدِّد ہونے کا منصب نصیب ہوا۔ کسی کو وقت کے اِمام ہونے کا منصب ملا تو کسی کو محدّث ہونے کا منصب نصیب ہوا اور قیامت تک آنے والوں کے دِلوں میں ان کی محبّت بیدار رہے گی، آیئے! اللہ والوں کی استقامت کے چند مختصر واقعات سنتی ہیں: چنانچہ

اَمِیرُالمومِنِین حضرتِ عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے تلاوتِ قرآن پر ایسی استقامت حاصل کی کہ مکمل قرآنِ کریم ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔ (المستطرف، ۱/۳۴)

امامِ اعظم رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے کم بولنے پر ایسی استقامت حاصل کی کہ کبھی دشمن کی بھی غیبت نہیں کی۔ (تاریخ بغداد، الرقم۷۲۹۷، النعمان بن ثابت ابو حنیفة، ۱۳/۳۶۱)

غوثِ پاک رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے نیک اعمال پر ایسی استقامت حاصل کی کہ 40 سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ جب بھی آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بے وضو ہوتے تو اُسی وقت وضو فرما کر (2) رکعت نماز نفل پڑھ لیا کرتے تھے۔ (بهجة الاسرار، ذكر طريقه، ص ۱۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم استقامت کے حوالے سے بیان سن رہی تھیں، جس طرح ہمارے بزرگانِ دین راہِ خدا میں آنے والی مصیبتوں اور تکلیفوں کے باوجود صبر واستقامت کے پیکر بنے رہے اسی طرح صحابیات اور خواتینِ اسلام نے بھی اس راہ میں کئی اذیتوں کو برداشت کیا، اپنے گھر بار لُٹا دیئے، خون کے رشتوں کو خوشی خوشی موت کے حوالے کر دیا، اپنی آبائی سرزمین کو چھوڑ کر دُور کہیں جا کر بسنا پڑا تو بھی ان کے حَوصلے کبھی پَست نہ ہوئے، انہیں تپتے صَحراؤں میں لٹایا گیا، دہکتے کوئلوں پر سلایا گیا، لوہے کے لِباس پہنا کر سُورج کی گرمی کا مزہ چکھایا گیا، ان کے بچوں اور اہلِ خانہ کو نظروں کے سامنے سُولی پر لٹکایا گیا، مگر پھر بھی ان کی استقامت میں کوئی فرق نہیں آیا، آیئے! ترغیب کے لئے ایک واقعہ سنتی ہیں: چنانچہ

حضرتِ سُمَیّہ کی استقامت

مکتبۃُ المدینہ کے رسالے **"صحابیات اور دین کی خاطر قربانیاں"** کے صفحہ 2 پر ہے: رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب حضرتِ سُمَیّہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو اپنے بیٹے حضرتِ عمّار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور شوہر حضرتِ یاسر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سمیت مکہ مُکَرَّمہ کے تپتے ہوئے صَحرا میں ایذائیں پاتے دیکھتے تو اِرشاد فرماتے: **صَبْرًا یَا آلَ یَاسِر** یعنی اے آلِ یاسر! صبر کرو! **مَوْعِدُکُمُ الْجَنَّۃُ** تمہارے لیے جنّت کا وعدہ ہے۔ اہلِ مکّہ بِالخُصُوص دشمنِ اسلام ابو جہل نے کون سا سِتَم ہے جو ان پر نہ کیا، اسے بس اسی بات سے سمجھ لیجئے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو لوہے کی زِرہ پہنا کر سَخت دھوپ میں کھڑا کر دیا جاتا۔

(الاصابہ، رقم ۱۱۳۴۲، سمیہ بنت خباط، ۸/۲۰۹۔ اسد الغابہ، رقم ۷۰۱۴، سمیہ ام عمار، ۷/۱۶۷، ماخوذا)

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ذرا تَصَوُّر کیجئے! عَرَب میں سُورَج کی تَپِش اور اس پر لُو ہے کے آگ برساتے لِباس میں حضرتِ سُمَیّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کا کیا حال ہوتا ہو گا، مگر قُربان جایئے! اس شَہِیدۂ اوّل کی عَظَمت و اِسْتِقَامَت پر! آپ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحَبَّت اس طرح گھر کرچکی تھی کہ اتنی سَخْت تکالیف کے باوُجود آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہا نے اسلام کا دامَن نہ چھوڑا، بلکہ ڈَٹ کر اِن مُشکِل حالات کا مُقابَلہ کیا، آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کے اس صَبْر و اِسْتِقَامَت میں ہمارے لئے درس ہے۔

مگر افسوس! فی زمانہ ہم چھوٹی چھوٹی تکلیفوں اور پریشانیوں کی وجہ سے دلبر داشتہ ہو کر نیک اعمال میں ثابت قدم نہیں رہتیں، کبھی فرائض وواجبات میں سستی کرتی ہیں تو کبھی کسی کی بات سُن کر نیکی کی دعوت دینے جیسی عظیم نیکی کو چھوڑ دیتی ہیں، کبھی رشتہ داروں اور سہیلیوں کی باتوں کی وجہ سے تلاوتِ قرآن کی عادت چھوڑ دیتی ہیں تو کبھی گھر والوں کی باتوں سے دل چھوٹا کر کے سنتوں سے دور ہو جاتی ہیں، الغرض فی زمانہ! سہیلیوں، گھر والوں اور دیگر رشتہ داروں کی باتوں کی وجہ سے ہماری ہمت ٹوٹ جاتی ہے، ہم نیک اعمال اور سنتوں کو چھوڑتی نظر آتی ہیں۔ اے کاش کہ ہمیں نیک اعمال پر استقامت حاصل ہو جائے۔ آیئے! مل کر دعا کرتی ہیں:

عبادت میں گزرے مِری زندگانی　　کرم ہو کرم یا خُدا یا الٰہی!

(وسائلِ بخشش مُرَمَّم، ص۱۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ہم نے حضرت سُمَیّہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا کی ایمان پر استقامت کا واقعہ سنا جس سے ہمارا بھی نیک اعمال پر استقامت پانے، راہِ خدا میں آنے والی آزمائشوں، مصیبتوں اور تکلیفوں کے باجود صبر واستقامت پر قائم رہنے اور ایمان پر ثابت قدم رہنے کا ذہن بنا ہو گا مگر ہم چند دن

نیک اعمال کر کے پھر سے دور ہو جاتی ہیں، ہمیں ان اعمال پر استقامت حاصل نہیں ہوتی، آخر وہ کونسی چیزیں ہیں جو اس راہ میں رکاوٹیں ہیں، آیئے! ان چیزوں کے بارے میں سنتی ہیں۔

استقامت کی راہ میں رکاوٹیں

یاد رکھئے! یوں تو ایمان و عمل پر ثابت قدمی سے رکاوٹ بننے والی کئی چیزیں ہیں۔ مثلاً (1) علمِ دین کا نہ ہونا۔ (2) زبان کی حفاظت نہ کرنا۔ (3) گناہوں کے ذریعے اپنی جانوں پر ظلم کرنا۔ (4) بری سہیلیوں کی صحبت اختیار کرنا۔ (5) نفسانی خواہشات کی لذت حاصل کرنے کی حرص ہونا۔ (6) مصائب و آلام اور آزمائشوں پر صبر نہ کرنا۔ (7) اللہ پاک کی رحمت سے مایوس ہونا۔ (8) لمبی امیدیں رکھنا۔ (9) اور استقامت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ دنیاوی محبّت ہے۔ (تفسیر صراط الجنان، پ ۱۲، ہود، تحت الآیۃ: ۱۱۲، ۴/۵۰۶ بتغیر)

کیونکہ دنیا کی محبت میں گرفتار ہو کر انسان آخرت کو بھول جاتا ہے، دنیا کی محبت میں انسان گناہوں کی دلدل میں گرتا چلا جاتا ہے، دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر انسان حلال و حرام میں تمیز کرنا چھوڑ دیتا ہے، دنیا کی مَحَبَّت اور اس کے فریب میں آکر انسان اپنے ربِّ کریم کی نافرمانی کرتا ہے، دنیا کی محبت تمام گناہوں کی بنیاد ہے، جو اسلامی بہن دنیا کی محبّت میں مبتلا ہو جاتی ہے وہ اپنی آخرت کو بھول جاتی ہے، آیئے! اپنے دل میں دنیا سے بے رغبتی بڑھانے، نیک اعمال پر استقامت کا جذبہ بڑھانے اور اپنے دل میں فکرِ آخرت کا جذبہ اُجاگر کرنے کے لئے دو (2) فرامینِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُنئے اور نَصیحت و عبرت حاصل کیجئے، چنانچہ

دنیا سے بے رغبتی کے فضائل

ارشاد فرمایا: جو ہمیشہ دنیا کی فکر میں مبتلا رہے (اور دین کی پروا نہ کرے گا) تو اللہ پاک اس کے تمام کام پریشان کر دے گا اور اس کی مُفلسی ہمیشہ اس کے سامنے رہے گی اور اسے دُنیا اتنی ہی ملے گی جتنی اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ہے اور جس کی نِیَّت آخرت کی جانب ہو گی تو اللہ کریم اس کی دل جمعی کے لئے اس کے تمام کام دُرُست فرما دے گا اور اس کے دل میں دُنیا کی بے پروائی ڈال دے گا اور دنیا اس کے پاس خود بخود آئے گی۔ (ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الهم بالدنیا، ۴/۴۲۴، حدیث: ۴۱۰۵)

ارشاد فرمایا: جس نے اپنی دنیا سے مَحبَّت کی اس نے اپنی آخرت کو نُقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت سے مَحبَّت کی اس نے اپنی دُنیا کو نُقصان پہنچایا، پس تم فَنا ہونے والی (دنیا) پر باقی رہنے والی (آخرت) کو ترجیح دو۔ (مسند احمد، مسند الکوفیین، ۷/۱۶۵، حدیث: ۱۹۷۱۷)

بیان کردہ حدیثِ پاک کے تحت حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس فرمانِ عالی سے معلوم ہوا کہ دُنیا و آخرت دونوں کی مَحبَّت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی، دنیا آخرت کی ضِد ہے۔ امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایمان کا کم تَر درجہ یہ ہے کہ انسان جان لے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دُنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے دنیا میں مشغول نہ ہو جائے۔ (مرآۃ المناجیح، ۷/۱۸ ملتقطا)

دل مرا دُنیا پہ شَیدا ہوگیا — اے مِرے اللہ یہ کیا ہوگیا
کچھ مرے بچنے کی صُورت کیجئے — اب تو جو ہونا تھا مولیٰ ہوگیا

(ذوقِ نعت، ص ۳۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

مدنی ماحول سے وابستہ ہو جائیے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! دُنیا کی محبت سے پیچھا چھڑانے، فکرِ آخرت کا ذہن بنانے اور نیکیوں پر استقامت پانے کے لیے اچھے ماحول کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول دیگر کئی گناہوں سمیت دنیا کی محبت دل سے نکالنے اور نیکیوں پر ثابت قدم رہنے کا ذہن دیتا ہے، آپ بھی اس مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے، دعوت اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے میں اجتماع شرکت کی عادت بنائیے اور غور و فکر کرنے کے طریقوں پر عمل کرکے اپنی دنیا و آخرت کو سنواریئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بیان کو اِختِتام کی طرف لاتے ہوئے سنّت کی فضیلت اور توکل و قناعت کے چند آداب بَیان کرنے کی سَعادَت حاصِل کرتی ہوں۔ شَہَنْشاہِ نُبُوَّت، مُصْطَفٰے جانِ رحمت، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سنّت سے مَحبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔

(مشکاۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ۱/۵۵، حدیث:۱۷۵)

توکل و قناعت کے چند نکات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! آیئے! توکل و قناعت کے بارے میں چند نکات سننے کی سعادت حاصل کرتی ہیں۔ پہلے 2 فرامینِ مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملاحظہ کیجئے: (1) فرمایا: قناعت کبھی نہ خَتم ہونے والا خزانہ ہے۔ (الزھد للبیھقی، الجزء الاول من کتاب... الخ، ص۸۸، حدیث:۱۰۴) (2) فرمایا: بے شک کامیاب ہو گیا وہ شخص جو اِسلام لایا اور اُسے بَقَدرِ کِفایت رِزْق دِیا گیا اور اللہ پاک نے اُسے جو کچھ

دِیا اُس پر قناعت بھی عطا فرمائی۔(مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فی الکفاف والقناعۃ، ص۴۰۶، حدیث:۲۴۲۶) ☆انسان کو جو کچھ اللہ پاک کی طرف سے مِل جائے اس پر راضی ہو کر زندگی بسر کرتے ہوئے حرص اورلالچ کو چھوڑ دینے کو قناعت کہتے ہیں۔(جنتی زیور، ص۱۳۶بتغیر قلیل) ☆روزمرّہ اِستِعمال ہونے والی چیزوں کے نہ ہونےپر بھی راضی رہنا قناعت ہے۔(التعریفات للجرجانی،باب القاف،تحت اللفظ: القناعۃ، ص۱۲۶) ☆توکل کے تین درجے ہیں(۱) اللہ پاک کی ذات پر بھروسا کرنا (۲) اس کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا۔(۳) اپنا ہر معاملہ اس کے سپرد کردینا۔(رسالہ قشیریۃ، ص۲۰۳) ☆دُنیاوی چیزوں میں قناعت اور صبر اچھاہے مگر آخِرت کی چیزوں میں حرِص اور بے صبری اعلیٰ ہے، دِین کے کسی دَرَجہ پر پہنچ کر قناعت نہ کرلو آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ (مرآۃ المناجیح،۷/۱۱۲) ☆لالچ بہت ہی بُری خَصلَت اور نِہایَت خراب عادت ہے، اللہ پاک کی طرف سے بندے کو جو رِزق و نعمت اور مال و دَولت یا جاہ (یعنی عزّت) ومَرتَبہ مِلا ہے، اُس پر راضی ہو کر قناعت کرلینی چاہئے۔(جنتی زیور، ۱۱۰ملخصا) ☆جس کی للچائی نظریں لوگوں کے قبضے میں مال کو دیکھتی رہیں وہ ہمیشہ غمگین رہے گا۔(رسالہ قشیریۃ، ص۱۹۸) ☆بلعم بن باعوراء جو بہت بڑا عالم اور مستجاب الدعوات تھا، حرص ولالچ نے اسے دنیاو آخرت میں تباہ وبرباد کردیا۔(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۳۶۷ماخوذا) ☆اللہ پاک فرماتا ہے: وہ شخص میرے نزدیک سب سے زیادہ مالدار ہے جو میری دی ہوئی چیز پر سب سے زیادہ قناعت کرنے والا ہے۔(ابنِ عساکر،رقم ۷۷۴۰، موسیٰ بن عمران، ۶۱/ ۱۳۹ ملخصا) ☆اگر انسان کے پاس مال کی دو(2) وادِیاں بھی ہوں تو وہ تیسری وادی کی تمنّا کرے گا اور اِبنِ آدم کے پیٹ کو قبر کی مِٹّی کے سِوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

(مسلم،کتاب الزکاۃ، باب لوان لابن آدم...الخ،ص۴۰۴،حدیث:۲۴۱۵)

طرح طرح کی ہزاروں سُنّتیں سیکھنے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی دو کُتُب، **بہارِ شریعت** حصّہ16(312 صفحات)اور120صَفحات کی کتاب **"سُنّتیں اور آداب"** اورامیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے دو رسالے **"101 مدنی پھول"** اور **"163 مدنی پھول"** ھدِیَّۃً حاصِل کیجئے اور پڑھئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد